۹ تفسیرِ عشق

نمود و نمائش نے ہمارے معاشرے کو ایک سرطان میں مبتلا کر رکھا ہے۔ فیشن نے ایک کہرام مچا رکھا ہے۔ پیسہ ہمارے معاشرے کا سنگھار بن چکا ہے اور ہر طرف پیسے کا طواف ہو رہا ہے۔ مقابلہ بازی نے لوگوں کا سکون غارت کر رکھا ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ میرے گھر کی دیوار دوسرے کے گھر سے اونچی ہو۔ ہر کوئی خواہش رکھتا ہے کہ سوسائٹی میں ہر مقام پر اس کی ناک دوسرے کی ناک سے اونچی ہو۔ جھوٹی عزتیں بنانے کے لیے کیا کیا جتن کیے جاتے ہیں۔ حلال و حرام کی تمیز اٹھ گئی ہے اور اس تمیز کے اٹھنے سے ایک طوفان بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوا ہے، جس نے پورے معاشرے کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ رسم و رواج کے پھندوں سے ہمارے دم گھٹ رہے ہیں۔ متوسط طبقہ چکی کے پاٹوں کے درمیان پس رہا ہے اور بڑی تکلیف سے حیات مستعار کے دن کاٹ رہا ہے۔

معین باری بھی ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ ایف۔اے تک تعلیم پائی تھی، لیکن چار سال نوکریوں کے پیچھے بھاگنے کے باوجود اسے نوکری نہ ملی۔ جب چار سال نوکریوں کے لیے درخواستیں لکھ لکھ کر اس کے ہاتھ تھک گئے تو اس نے محلہ میں منیاری کی دکان کھول لی اور زندگی کی گاڑی کو دھکا لگانے لگا۔ عرصہ آٹھ سال وہ دکان کرتا رہا، لیکن بڑی مشکل سے گھر کا گزارہ چلتا۔ اس دوران وہ چار بیٹیوں اور ایک بیٹے کا باپ بن چکا تھا۔

ایک دن اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ معین! ابھی تو جوانی ہے اور بچے چھوٹے ہیں۔ تم پانچ سات سال باہر لگا آؤ اور محنت مشقت سے ایک معقول رقم اکٹھی کر لو اور پھر پاکستان لوٹ کر کوئی اچھا سا کاروبار سیٹ کر لینا۔ اس سے ہم بچیوں کی شادیوں سے بھی سبکدوش ہو جائیں گے۔ معین باری بیوی کی ناصحانہ گفتگو سن کر فکر کے سمندر میں غوطہ زن ہو گیا اور ایک سرد آہ بھرتے ہوئے بیوی سے کہنے لگا کہ بات تو تمہاری ٹھیک ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود کو ذہنی طور پر باہر جانے کے لیے تیار کر لیا۔ پھر اس دن کا سورج طلوع ہو گیا، جب معین باری اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر جہاز میں بیٹھا دوبئی جا رہا تھا۔ دوبئی اسے اس کے ایک دوست نے بلایا تھا اور اس نے ایک پرائیویٹ فرم میں اس کی ملازمت کا انتظام بھی کر دیا تھا۔

پاکستان میں تو وہ دن میں ایک دو نمازیں پڑھ لیا کرتا تھا، لیکن پردیس میں پہنچ کر خدا زیادہ یاد آنے لگا

اور اس نے باقاعدگی سے پانچ وقت کی نماز پڑھنا شروع کر دی‘ جس سے اس کے قلب کو سکون اور اطمینان حاصل ہوا۔ باجماعت نمازوں نے اس کے ایمان کو جلا بخشی اور اس کے دل میں ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس نے سوچا کہ مطالعہ کے لیے کس تفسیر کا انتخاب کیا جائے۔ وہ وہاں پر مقیم ایک پاکستانی عالم دین کے پاس گیا اور ان کے سامنے اپنا سوال پیش کیا۔ انہوں نے اسے مولانا شبیر احمد عثانی کی تفسیر "تفسیر عثانی" کے مطالعہ کا مشورہ دیا۔ وہ مولانا شبیر احمد عثانی کے نام نامی سے واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مولانا شبیر احمد عثانی کو شیخ الاسلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ عالم اسلام کے نامور عالم دین فخر المحدثین مولانا سید انور شاہؒ کشمیری کے شاگرد ارجمند تھے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے ان کے مبارک ہاتھوں سے پاکستان کا جھنڈا لہرایا تھا اور مولانا موصوف نے ہی قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ اس لیے وہ اسی شام بازار پہنچا اور "تفسیر عثانی" خرید لایا۔ وہ روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ تلاوت‘ ترجمہ اور تفسیر کے مطالعہ میں منہمک رہتا۔ دوران مطالعہ معین باری بعض جگہوں پر رک جاتا‘ بعض جگہوں پر ٹھٹھک جاتا اور بعض جگہوں پر چونک جاتا۔ ان عبارتوں کو ماننے پر اس کا دل کسی صورت تیار نہ ہوتا۔ وہ قابل اعتراض ساری عبارتوں پر نشان لگاتا جاتا اور دل میں عہد کرتا جاتا کہ مولانا صاحب‘ جنہوں نے اس تفسیر کا انتخاب کیا تھا‘ ان سے ان اعتراضات کے بارے میں پوچھوں گا۔ تقریباً دو مہینہ کے مطالعہ سے اس کے پاس بہت زیادہ قابل اعتراض باتیں اکٹھی ہو گئیں۔ وہ عبارتیں کچھ اس قسم کی تھیں:

- ظلی اور بروزی نبوت کا عقیدہ۔
- مرزا قادیانی کی نبوت۔
- عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینا۔
- آقائے دو عالم‘ خاتم النبیین جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد بھی نبوت کا جاری رہنا۔
- مرزا قادیانی۔۔۔ آنے والا مسیح موعود۔
- مرزا قادیانی بحیثیت امام مہدی۔
- مرزا قادیانی کے معجزات کا تذکرہ۔
- مرزا قادیانی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا۔

ایک دن معین باری‘ ساری نشان زدہ عبارتیں لے کر اس عالم دین کے پاس حاضر ہوا اور انہیں ایک ایک عبارت دکھائی۔ عالم دین "تفسیر عثانی" میں یہ عبارتیں دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ وہ اپنا ماتھا پکڑ کر یوں سوچنے بیٹھ گئے جیسے کسی مراقبہ میں غرق ہوں۔ پھر انہوں نے ایک لمبا سانس چھوڑتے

ہوئے کہا کہ یہ "تفسیر عثمانی" نہیں ہے، لیکن معین باری انہیں بار بار تفسیر دکھاتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ جناب یہ دیکھیں، اس کی جلد پر جلی حروف سے "تفسیر عثمانی" اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی کا نام لکھا ہوا ہے۔

مولانا صاحب وہیں سے معین باری کو ساتھ لے کر ایک دوسرے عالم دین کے گھر گئے اور ان کے پاس قادیانیت اور رد قادیانیت کی ایک وسیع لائبریری تھی۔

دونوں نے ساری صورت حالات ان عالم دین کے سامنے رکھی۔ وہ فوراً ایک ماہر نباض کی طرح سارے معاملے کو سمجھ گئے۔ وہ اٹھے اور سامنے والی الماری سے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین کی تفسیر "تفسیر صغیر" اٹھا لائے، جس کفریہ اور ارتدادی تفسیر میں بری طرح اسلامی عقاید کی قطع و برید کی گئی ہے۔ مولانا صاحب نے قادیانی تفسیر، تفسیر صغیر اور تفسیر عثمانی کے صفحات ملائے تو دونوں جگہ ایک ہی طرح کی عبارتیں تھیں۔ مختلف جگہوں سے صفحات ملائے گئے لیکن کسی جگہ بھی انیس بیس کا بھی فرق نہ نکلا۔ اس کے ساتھ ہی مولانا صاحب سارا معاملہ سمجھ چکے تھے۔ وہ کہنے لگے:

"قادیانی، تفسیر صغیر پر تفسیر عثمانی کی جلد چڑھا کر اسے تفسیر عثمانی کے نام پر فروخت کر رہے ہیں"۔

وہ تینوں وہاں سے اٹھے اور ایک اعلیٰ پولیس آفیسر کے پاس پہنچے اور اسے یہ خوفناک ارتدادی مہم سے آگاہ کیا۔ پولیس آفیسر نے کہا کہ میرے پاس پہلے بھی ایک دو مرتبہ اس قسم کی شکایتیں آئی تھیں، لیکن میں نے اس وقت مصروفیت کی وجہ سے اس پر کوئی خاص توجہ نہ کی۔ لیکن اب آپ کے تشریف لانے سے میں اس سنگین جرم کی سنگینی سے پوری طرح آگاہ ہوا ہوں اور میں مجرموں تک پہنچنے کے لیے اپنی ساری توانائیاں اور صلاحیتیں وقف کر دوں گا۔ پولیس آفیسر نے شہر کی ساری پولیس کو مجرموں کے بارے میں الرٹ کر دیا۔ دو دن کے بعد معین باری دو علمائے کرام کے ساتھ پھر پولیس آفیسر کے پاس پہنچا اور اس سے اس مسئلہ کے بارے میں پیش رفت پوچھی تو پولیس آفیسر نے انہیں بتایا کہ ہم مجرموں کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں، عنقریب آپ ان کی گرفتاری کی خوشخبری سنیں گے۔ ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ قادیانی تفسیر لندن سے ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر دوبئی آ رہی ہے اور یہاں تفسیر عثمانی کے نام سے بک رہی ہے اور قادیانی ایک خوفناک مہم کے تحت اس تفسیر کو مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں۔

اگلی صبح جب معین باری نے گھر کی دہلیز پر پڑا تازہ اخبار اٹھایا تو اس میں بہت بڑی سرخی کے ساتھ یہ خبر درج تھی:

"قادیانی تفسیر صغیر، جسے ایک منصوبے کے تحت تفسیر عثمانی کے نام سے پھیلایا جا رہا تھا، ایک قادیانی کے گھر سے اس کی ہزاروں جلدیں برآمد کر لی گئی ہیں اور پولیس نے دو قادیانی مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے اور دیگر مجرموں کو گرفتار کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر چھاپے

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر دیکھیں)